



سید سلیمان ندوی

(۱۸۸۳ء-۱۹۵۳ء)

سید سلیمان ندوی ضلع پٹنہ (انڈیا) کے ایک گاؤں دیسنہ میں پیدا ہوئے۔ تعلیم دارالعلوم ندوۃ العلماء اعظم گڑھ، جسے علامہ شبلی نعمانی (۱۸۵۷ء-۱۹۱۳ء) نے قائم کیا تھا، سے حاصل کی اور اسی ادارے سے وابستہ اور علامہ شبلی نعمانی کے خاص تلامذہ میں شامل ہو گئے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب مولانا شبلی نعمانی اپنی عظیم تصنیف ”سیرت النبی“ ترتیب دے رہے تھے۔ وہ دو جلدیں ہی ترتیب دے پائے تھے کہ ان کا ناگہانی انتقال ہو گیا تو یہ فریضہ سید سلیمان ندوی نے اپنے ذمے لے لیا اور باقی ماندہ چار جلدوں کی بہ طریق احسن تکمیل کی۔

سید سلیمان ندوی کو علامہ شبلی نعمانی کی طرح تاریخ، تاریخ، باخصوص تاریخ عالم اسلام اور ادب سے خاص لگاؤ تھا۔ چنانچہ انہوں نے سیرت، سوانح، دین اسلام اور زبان و ادب کے موضوعات پر تحقیقی کام کیا۔ علامہ اقبال اور سر اس مسعود کے ہم راہ حکومت افغانستان کی دعوت پر افغانستان گئے اور وہاں کے حالات قلم بند کیے۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی آ گئے۔ حکومت پاکستان نے ان کی علمی و ادبی خدمات کے اعتراف میں ”نشان سپاس“ پیش کیا۔ کراچی میں انتقال کیا۔ ان کی آخری آرام گاہ اسلامیہ کالج کراچی کے عقب میں ایک احاطے میں واقع ہے۔

سید سلیمان ندوی کی تدفین کے وقت شام کے سفیر نے کہا تھا کہ ہم سید سلیمان ندوی کو دفن نہیں کر رہے بلکہ انسانیکلو پیڈیا آف اسلام کو دفن کر رہے ہیں۔

سید سلیمان ندوی کی تصانیف میں: ”خطبات مدراس“، ”عرب و ہند کے تعلقات“، ”عربوں کی جہاز رانی“، ”سیرت عائشہ“، ”حیات شبلی“، ”نقوش سلیمانی“ اور ”رحمت عالم“ شامل ہیں۔ شامل کتاب اقتباس ان کی تصنیف ”رحمت عالم“ سے مستعار ہے جس میں نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

- ۱۔ طلبہ کو اعلانِ نبوت سے پہلے عربوں میں جاری رسوم و روایات سے آگاہ کرنا۔
- ۲۔ طلبہ کو اس امر سے آگاہ کرنا کہ آپ ﷺ نے تبلیغِ اسلام کے آغاز میں بڑی مشکلات کا سامنا کیا۔
- ۳۔ طلبہ کو سیرتِ نکاری اور سیرتِ النبیؐ کے چیدہ چیدہ نکات سے روشناس کرنا۔
- ۴۔ طلبہ کو مولانا شبلی نعمانی کی ”سیرتِ النبیؐ کو مرتب کرنے میں سید ظیلان ندوی کی خدمات سے آگاہ کرنا۔
- ۵۔ طلبہ کے دلوں میں اسلامی جذبہ پیدا کرنا اور طلبہ کو اپنے کردارِ اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کی ترغیب دینا۔
- ۶۔ نثر پارے کی تشریح کرنے کا انداز سکھانا۔

کسی نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ حضورِ انور ﷺ کے اخلاق کیسے تھے؟ انہوں نے کہا: ”کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا ہے؟ جو کچھ قرآن میں ہے وہ حضور ﷺ کے اخلاق تھے۔“ غرض آپ ﷺ کی ساری زندگی قرآن مجید کی عملی تفسیر تھی اور یہ بھی آپ ﷺ کا ایک معجزہ ہے۔ خود قرآن نے اس کی شہادت دی اور کہا: ترجمہ: ”بے شک اے محمد (رسول اللہ ﷺ)! آپ حسنِ اخلاق کے بہت بڑے داعی ہیں۔“

حضور ﷺ نہایت خاکسار، لمنسار، مہربان اور رحم دل تھے۔ چھوٹے بڑے سب سے محبت کرتے، نہایت سخی، فیاض اور داد و دہش والے تھے۔ امکان بھر سب کی درخواست پوری کرتے۔ تمام عمر کسی کے سوال پر ”نہیں“ نہیں کہا۔ خود بھوکے رہتے اور دوسروں کو کھلاتے۔ ایک مرتبہ ایک صحابیؓ کی شادی ہوئی، اُن کے پاس ویسے کا کچھ سامان نہ تھا۔ حضور ﷺ نے اُن سے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جاؤ اور آٹے کی ٹوکری مانگ لاؤ، حالانکہ اُس آٹے کے سوا شام کے لیے گھر میں کچھ بھی نہ تھا۔ فیاضی اور دنیا کے مال سے بے تعلقی کا یہ عالم تھا کہ گھر میں نقد قسم کی کوئی چیز بھی ہوتی تو جب تک وہ سب خیرات نہ کر دی جاتی آپ ﷺ اکثر گھر میں آرام نہ فرماتے۔ ایک بار فندک کے رئیس نے چار اونٹوں پر غلہ بھیجا۔ اس کو بیچ کر قرض ادا کیا گیا، پھر بھی بیچ رہا۔ آپ ﷺ نے کہا: جب تک کچھ بھی باقی رہے گا، میں گھر میں نہیں جاسکتا، رات مسجد میں بسر کی۔ دوسرے دن جب معلوم ہوا کہ وہ غلہ تقسیم ہو چکا ہے تب گھر میں تشریف لے گئے۔

حضور ﷺ بڑے مہمان نواز تھے۔ آپ ﷺ کے یہاں مسلمان، مشرک اور کافر سب ہی مہمان ہوتے۔ آپ ﷺ سب کی خاطر کرتے اور خود ہی سب کی خدمت کرتے۔ کبھی ایسا ہوتا کہ مہمان آجاتے اور گھر میں جو کچھ موجود ہوتا، وہ اُن کو کھلا پلا دیا جاتا اور پورا گھر فاتح کرتا۔ راتوں کو اٹھ کر مہمانوں کی دیکھ بھال فرماتے کہ ان کو کوئی تکلیف تو نہیں ہے۔ گھر جماعتِ نبویہ

میں رہتے تو گھر کے کام کاج اپنے ہاتھوں سے کرتے۔ اپنے پھلے کپڑے آپ سی لیتے، اپنے پھلے جوتے کو خود گانٹھ لیتے، بکریوں کا دودھ اپنے ہاتھوں سے دوتے۔ مجمع میں بیٹھتے تو سب کے برابر ہو کر بیٹھتے۔ مسجد نبوی کے بنانے اور خندق کھودنے میں سب مزدوروں کے ساتھ مل کر آپ ﷺ نے بھی کام کیے۔

غریبوں کے ساتھ آپ ﷺ کا برتاؤ ایسا ہوتا کہ ان کو اپنی غریبی محسوس نہ ہوتی۔ ان کی مدد فرماتے اور ان کی دل جوئی کرتے۔ اکثر دعائیں گتے تھے کہ خداوند! مجھے مسکین زندہ رکھ، مسکین اٹھا اور مسکینوں کے ساتھ میرا شکر کر۔

آپ ﷺ مظلوموں کی فریاد سنتے اور انصاف کے ساتھ ان کا حق دلاتے۔ کم زوروں پر رحم کھاتے، بے کسوں کا سہارا بننے، مقروضوں کا قرض ادا کرتے۔ حکم تھا کہ جو مسلمان مر جائے اور اپنے ذمے قرض چھوڑ جائے تو مجھے اطلاع دو، میں اس کو ادا کر دوں گا اور وہ جو ترکہ چھوڑ جائے وہ دار ثلث کا حق ہے، مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں ہے۔

آپ ﷺ بیماروں کو تسلی دیتے، ان کو دیکھنے جاتے۔ دوست، دشمن اور مومن و کافر کی اس میں کوئی قید نہ تھی۔ گناہ گاروں کو معاف کر دیتے، دشمنوں کے حق میں دعائے خیر فرماتے۔

ہم سایوں کی خبر گیری فرماتے۔ ان کے ہاں تحفے بھیجتے، ان کا حق پورا کرنے کی تاکید فرماتے رہتے۔ ایک دن صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مجمع تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: "خدا کی قسم وہ مومن نہ ہو گا۔ خدا کی قسم وہ مومن نہ ہو گا۔" صحابہ نے پوچھا: "کون یا رسول اللہ؟" فرمایا: "جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے بچا ہوا نہ ہو۔"

آپ ﷺ پڑوسیوں کے گھر جا کر ان کے کام کر آتے۔ پڑوسیوں کے سوا اور جو کبھی آپ ﷺ سے کسی کام کے لیے کہتا، اس کو پورا فرماتے۔ بیوہ ہو یا مسکین یا کوئی اور ضرورت مند، سب ہی کی ضرورتوں کو آپ ﷺ پورا فرماتے اور دوسروں کے کام کرنے میں عار محسوس نہ فرماتے۔

بچوں سے بڑی محبت فرماتے تھے، ان کو چومتے اور پیار کرتے تھے۔ فصل کا نیا میوہ سب سے کم عمر بچے جو اس وقت موجود ہوتا، اس کو دیتے۔ راستے میں بچے مل جاتے تو خود ان کو سلام فرماتے۔

اسلام سے پہلے عورتیں ہمیشہ ذلیل رہی ہیں لیکن ہمارے حضور ﷺ نے ان پر بہت احسان فرمایا۔ ان کے حقوق مقرر فرمائے اور اپنے برتاؤ سے ظاہر فرمادیا کہ یہ طبقہ حقیر نہیں ہے بلکہ عزت اور ہمدردی کے لائق ہے۔ آپ ﷺ کے پاس ہر وقت مردوں کا مجمع رہتا تھا۔ عورتیں دلیری اور بے تکلفی سے آپ ﷺ سے مسائل پوچھتیں، لیکن آپ ﷺ بڑا نہ ماننے، ان کی خاطر داری کا خیال رکھتے تھے۔

آپ ﷺ ساری دنیا کے لیے رحمت بن کر آئے تھے۔ اس لیے کسی کے ساتھ بھی زیادتی اور نا انصافی کو پسند نہ فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ جانوروں کے ساتھ لوگ جو بے پردائی برتتے تھے، وہ بھی آپ ﷺ کو گوارا نہ تھی اور ان بے زبانوں

آپ ﷺ کی نظر میں امیر و غریب سب برابر تھے، قبیلہ مخزوم کی ایک عورت چوری کے جرم میں گرفتار ہوئی۔ لوگوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، جن کو آپ ﷺ بہت چاہتے تھے، سفارش کرائی۔ حضور ﷺ نے سب سے فرمایا: ”تم سے پہلے کی قومیں اس لیے برباد ہو گئیں کہ جب کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب معمولی آدمی جرم کرتا تو وہ سزا پاتا۔ خدا کی قسم! اگر محمد (رسول اللہ ﷺ) کی بیٹی بھی چوری کرتی تو اس کے بھی ہاتھ کاٹے جاتے۔“

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دس برس آپ ﷺ کی خدمت میں گزارے مگر آپ ﷺ نے نہ کبھی ڈانٹا نہ مارا، نہ یہ پوچھا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا اور یہ کیوں نہ کیا۔ آپ ﷺ نے تمام عمر کبھی کسی کو نہیں مارا اور یہ کیا عجیب بات ہے کہ ایک فوج کا جرنیل، جس نے مسلسل نو برس لڑائیوں میں گزارے اور جس نے کبھی لڑائی کے میدان سے منہ نہیں موٹا، اپنے دشمن پر کبھی تلوار نہیں اٹھائی اور نہ اپنے ہاتھ سے کسی پر وار کیا۔ اُحد کے میدان میں جب ہر طرف سے آپ ﷺ پر پتھروں، تیروں اور تلواروں کی بارش ہو رہی تھی، آپ ﷺ اپنی جگہ کھڑے تھے اور جاں نثار دائیں بائیں کٹ کٹ کر گر رہے تھے۔ اسی طرح حنین کی لڑائی میں اکثر مسلمان غازیوں کے پاؤں اکھڑ چکے تھے، حضور ﷺ پہاڑ کی طرح اپنی جگہ کھڑے تھے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہتے ہیں، لڑائی کے اکثر معرکوں میں آپ ﷺ وہاں ہوتے تھے جہاں بڑے بڑے بہادر کھڑا ہونا اپنی شجاعت کا آخری کارنامہ سمجھتے تھے مگر ایسے خوفناک مقاموں میں رہ کر بھی دشمن پر ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

سال ہا سال کی ناکامی کی تکلیفوں کے بعد بھی کبھی مایوسی نے آپ ﷺ کے دل میں راہ نہ پائی اور آخر وہ دن آیا جب آپ ﷺ اکیلے سارے عرب پر چھا گئے۔ مکے کی تکلیفوں سے گھبرا کر ایک صحابی نے درخواست کی: ”یا رسول اللہ! آپ ہم لوگوں کے لیے کیوں مدد کی دعا نہیں فرماتے؟“ یہ سُن کر آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور فرمایا: ”تم سے پہلے جو لوگ گزرے، اُن کو آروں سے چیرا گیا، اُن کے بدن پر لوہے کی کنگھیاں چلائی گئیں، جس سے گوشت پوست سب کٹ جاتا لیکن یہ تکلیفیں بھی اُن کو حق سے نہ پھیر سکیں۔ خدا کی قسم! دین اسلام اپنے کمال کے مرتبے پر پہنچ کر رہے گا یہاں تک کہ صنعا (یمن) سے حضرموت تک ایک سوار اس طرح بے خطر چلا جائے گا کہ اُس کو خدا کے سوا کسی کا ڈر نہ ہو گا۔“

آپ ﷺ کا وہ عزم اور استقلال یاد ہو گا جب آپ ﷺ نے اپنے چچا کو جواب دیا تھا: ”چچا جان! اگر قریش میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھ دیں تب بھی حق کے اعلان سے باز نہ رہوں گا۔“

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک بھوکا آپ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپ ﷺ نے ازواجِ مطہرات میں سے کسی کے ہاں کہلا بھیجا۔ جواب آیا، گھر میں پانی کے سوا کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے دوسرے گھروں میں آدمی بھیجا۔ وہاں سے بھی

یہی جواب آیا۔ غرض آٹھ نوگھروں میں سے کہیں پانی کے سوا کھانے کی کوئی چیز نہیں نکلی۔

ایک دن آپ ﷺ بھوک میں ٹھیک دوپہر کو گھر سے نکلے۔ ساتے میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ملے۔ یہ دونوں بزرگ بھی بھوکے تھے۔ آپ ﷺ ان کو لے کر حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر آئے۔ ان کو خبر ہوئی تو دوڑے آئے اور باغ سے جا کر کھجوروں کا ایک خوشہ توڑ لائے اور سامنے رکھ دیا۔ اس کے بعد ایک بکری ذبح کی اور کھانا تیار کیا اور سامنے لا کر رکھا۔ آنحضرت ﷺ نے ایک روٹی پر تھوٹا سا گوشت رکھ کر فرمایا: ”یہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے یہاں بھجواؤ، اُس کو کئی دن سے کھانا نصیب نہیں ہوا۔“

آنحضرت ﷺ نے جب وفات پائی تو حالت یہ تھی کہ آپ ﷺ کی زہر، تین سیر جو پر ایک یہودی کے پاس گروی تھی۔ جن کپڑوں میں وفات ہوئی ان میں اوپر تلے ہونڈ لگے ہوئے تھے۔

مزاج مبارک میں سادگی بہت تھی۔ کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، اٹھنے بیٹھنے کسی چیز میں تکلف پسند نہ تھا۔ جو سامنے آجاتا وہ کھالیتے۔ پہننے کے لیے موٹا جھوٹا جو مل جاتا اس کو پہن لیتے۔ زمین پر، چٹائی پر، فرش پر، جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے۔ خدا کی نعمتوں سے جائز طور پر فائدہ اٹھانے کی اجازت آپ ﷺ نے ضروری لیکن تن پروری اور عیش نہ اپنے لیے پسند فرمایا نہ عام مسلمانوں کے لیے۔ صفائی کا خاص خیال رہتا۔ ایک شخص کو میلے کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا کہ اس سے اتنا نہیں ہوتا کہ کپڑے دھولیا کرے۔ گفت گو ٹھہر ٹھہر کر فرماتے تھے۔ ایک ایک فقرہ الگ ہوتا۔ کسی کی بات کاٹ کر گفت گو نہ فرماتے۔ جوابات ناپسند ہوتی اُس کو ٹال دیتے۔ زیادہ تر چپ رہتے اور بے ضرورت گفت گو نہ فرماتے۔ ہنسی آتی تو مسکرا دیتے۔

دنیا سے بے رغبتی کے باوجود آپ ﷺ کو خشک مزاجی اور زو کھاپن پسند نہ تھا، کبھی کبھی دل چسپی کی باتیں فرماتے۔ ایک بار ایک بڑھیا آپ ﷺ کے پاس آئی اور جنت کے لیے دعا کی خواہش کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بڑھیاں جنت میں نہ جائیں گی۔ اس کو بہت رنج ہوا۔ روتی ہوئی واپس چلی گئی۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے کہا کہ اُس سے کہ دو کہ بڑھیاں جنت میں نہ جائیں گی مگر جوان ہو کر جائیں گی۔

آپ ﷺ ہر لحظہ اور ہر لمحہ خدا کی یاد میں لگے رہتے۔ اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے غرض ہر وقت اس کی خوشی کی تلاش رہتی اور ہر حالت میں دل اور زبان سے اللہ کی یاد جاری رہتی۔ سات کا بڑا حصہ خدا کی یاد میں بسر ہوتا۔ کبھی پوری پوری سات نماز میں کھڑے رہتے اور بڑی بڑی سورتیں پڑھتے۔

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے بڑے پیارے پیغمبر تھے، پھر بھی فرمایا کرتے کہ مجھے کچھ نہیں معلوم کہ میرے اوپر کیا گزرے گی۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، دیکھا تو آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہیں۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، روتے روتے اس قدر ہچکیاں بندھ گئی تھیں کہ معلوم ہو رہا تھا کہ چٹکی چل رہی ہے یا ہانڈی اُبل

رہا ہے۔ ایک بار آپ ﷺ ایک جنازے میں شریک تھے، قبر کھودی جا رہی تھی۔ آپ ﷺ نے قبر کے کنارے بیٹھ گئے اور یہ منظر دیکھ کر رونے لگے یہاں تک کہ لوگوں میں تر ہو گئی۔ پھر فرمایا: ”بھائیو! اس دن کے لیے سامان کر رکھو۔“ (رحمت عالم)



(۱) درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) رسول کریم ﷺ کی ساری زندگی قرآن مجید کی تھی:

- (الف) تشریح (ب) وضاحت (ج) تفسیر (د) عملی تفسیر
- (ii) فدک کے رئیس نے غلہ بھیجا:

- (الف) دو اونٹوں پر (ب) تین اونٹوں پر (ج) چار اونٹوں پر (د) پانچ اونٹوں پر
- (iii) آپ ﷺ کا فرمان ہے: ”خدا کی قسم! وہ مومن نہ ہو گا جس کا پڑوسی اس کی _____ سے بچا ہوا نہ ہو۔“

- (الف) ریشہ دو اینوں (ب) فتنہ انگیزیوں (ج) سازشوں (د) شرارتوں
- (iv) آپ ﷺ فصل کا میوہ سب سے پہلے عطا فرماتے:

- (الف) کم عمر بچے کو (ب) نوجوان کو (ج) ادھیڑ عمر کو (د) ضعیف العمر کو
- (v) آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کا عرصہ لڑائیوں میں بسر ہوا:

- (الف) آٹھ برس (ب) نو برس (ج) دس برس (د) گیارہ برس
- (vi) حضرت _____ کو آپ ﷺ کے گھر آنے کی خبر ہوئی تو وہ باغ سے جا کر کھجوروں کا ایک خوشہ توڑ لائے۔

- (الف) عثمان غنیؓ (ب) ابوالیوب انصاریؓ (ج) ابو عبیدہؓ (د) سلمان فارسیؓ

(۲) سبق ”اخلاقی حسنہ“ کے متن کو مد نظر رکھتے ہوئے سوالوں کے جواب لکھیں۔

(الف) کس سے پوچھا گیا کہ حضور انور ﷺ کے اخلاق کیسے تھے؟

(ب) آپ ﷺ گھر کے کس نوعیت کے کام کاج کرنے کو عاثر نہیں سمجھتے تھے؟

(ج) خندق کھودتے وقت آپ ﷺ نے کیا کام انجام دیا؟

(د) اگر کسی ایسے شخص کا انتقال ہوتا جس کے ذمے قرض ہوتا اور اس کے بارے میں آپ ﷺ کا کیا ارشاد تھا؟

(ه) آپ ﷺ کا پڑوسیوں کے بارے میں کیسا سلوک روا رکھنے کا فرمان ہے؟

(۳) نیچے دی ہوئی ترکیب کے معانی لکھیں اور انھیں اپنے جملوں میں استعمال کریں۔

حضور انورؐ حسن اخلاق داد و دہش مسجد نبویؐ چہرہ مبارک عزم و استقلال

(۴) دیے ہوئے واحد الفاظ کے جمع لکھیں۔

اخلاق معجزہ فرمان رئیس مسکین سفارش جاں نثار بالغ اعلان

(۵) دیے ہوئے جمع الفاظ کے واحد بتائیں۔

بچکیاں گناہ گاروں عنہم صحابہ ازدواج وارثوں مسائل کنگھیاں کھجوروں

نثر پارے کی تشریح

(۶) نیچے دیے ہوئے نثر پارے کی تشریح کریں۔ تشریح سے پہلے مصنف کا نام، سبق کا عنوان اور خط کشیدہ الفاظ کے معانی بھی لکھیں۔

”مزاج مبارک میں سادگی بہت تھی۔ کھانے پینے، پہننے اور اڑھنے، اٹھنے بیٹھنے، کسی چیز میں تکلف پسند نہ تھا۔ پہننے کے لیے موٹا جھوٹا جومل جاتا، اس کو پہن لیتے۔ زمین پر، چٹائی پر، فرش پر، جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے۔ خدا کی نعمتوں سے جائز طور پر فائدہ اٹھانے کی اجازت آپ نے ضرور دی لیکن تن پروری اور عیش نہ اپنے لیے پسند فرمائی نہ عام مسلمانوں کے لیے۔“

مصنف کا نام : سید سلیمان ندوی

سبق کا عنوان : اخلاقِ حسنہ

مشکل الفاظ کے معانی

مزاج مبارک	—	بابرکت طبیعت
تکلف	—	ظاہر داری، بناوٹ
نعمتوں	—	اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ چیزوں
تن پروری	—	بدن کو پالنا، آرام طلبی

تشریح:

زیر تشریح نثر پارے میں مصنف (سید سلیمان ندوی) رسول پاک ﷺ کی طبیعت کے طور طریقے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کی طبیعت میں سادگی بہت تھی اور وہ ہر کام میں سادگی پسند کرتے تھے۔ اٹھنے بیٹھنے کا معاملہ ہوتا، کھانے پینے کا یا پھر لباس پہننے اور اڑھنے کا، کسی چیز میں بھی آرام طلب نہ تھے اور نہ ہی آرام طلبی کو اپنے نزدیک آنے دیتے تھے۔

سید سلیمان ندوی آپ ﷺ کی عادات و اطوار کے بارے میں مزید لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی طبیعت میں

سادگی اس قدر زیادہ تھی کہ جو کچھ کھانے پینے کو سامنے آجاتا، بغیر کسی ناگواری کا اظہار کے خوش دلی کے ساتھ کھاپی لیتے اور جو کچھ لباس پہننے کو مل جاتا خوشی خوشی پہن لیتے۔ اگر بیٹھنا ہوتا تو جہاں جگہ ملتی، وہیں بیٹھ جاتے اور یہ کبھی نہیں کہا تھا کہ میں تو صرف چٹائی پر یا پکے فرش پر بیٹھوں گا۔

مصنف آپ ﷺ کی سادگی کے حوالے سے مزید لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ چیزوں کو جائز طریقے سے استعمال کرنے کی اجازت ضرور دی لیکن ان چیزوں سے نہ تو خود ناجائز فائدہ اٹھایا اور نہ ہی مسلمانوں کو ناجائز فائدہ اٹھانے کی اجازت دی۔ اگر کوئی مسلمان چیزوں سے ناجائز فائدہ اٹھاتا تو آپ ﷺ اس کو ہرگز پسند نہ فرماتے۔

(۷) مندرجہ بالا نثر پارے کی تشریح کی روشنی میں درج ذیل نثر پارے کی تشریح کریں اور مصنف کا نام اور سبق کا عنوان بھی دیں۔ حضور ﷺ بڑے مہمان نواز تھے۔ سب مزدوروں کے ساتھ مل کر آپ ﷺ نے کام کیا۔

سرگرمیاں:

- طلبہ ہجرت مدینہ اور مواخات مدینہ کے موضوع پر اپنے خیالات کلاس میں پیش کریں۔
- ”آپ ﷺ کا بچوں کے ساتھ حسن سلوک“ پر ایک پیرا گراف لکھیں۔

اشارات تدریس

- ۱۔ اساتذہ طلبہ کو بتائیں کہ سوانح عمری اور سیرت نگاری میں کیا فرق ہے۔
- ۲۔ اساتذہ طلبہ کو سید سلیمان ندوی کے سوانحی حالات بیان کرتے ہوئے انھیں آگاہ کریں کہ مولانا شبلی نعمانی ”سیرت النبی“ کی چھ جلدوں میں سے پہلی دو جلدوں کی تکمیل ہی کر پائے تھے کہ ناگہانی طور پر ان کا انتقال ہو گیا اور باقی ماندہ جلدیں ان کے شاگرد رشید سید سلیمان ندوی نے ان کے فراہم کردہ مواد سے مکمل کیں۔
- ۳۔ اساتذہ طلبہ کو بتائیں کہ سید سلیمان ندوی نے سیرت النبی کے موضوع پر ”رحمت عالم“ بچوں، خصوصاً طالب علموں کے لیے لکھی ہے۔
- ۴۔ اساتذہ طلبہ کو امتحانِ ہنوت سے پہلے عربوں کے ناگفتہ بہ حالات و واقعات سے آگاہ کریں اور انھیں ”مسئدس حالی“ پڑھنے کی ترغیب دیں۔
- ۵۔ اساتذہ طلبہ سے آپ ﷺ کے اخلاق و عادات کے حوالے سے ایک فہرست مرتب کرائیں جس میں آپ ﷺ کی کسی بھی عادت کا ایک بار سے زیادہ ذکر نہ ہو۔